محمد علیم اسماعیل کے افسانوں میں سیاسی و سماجی شعور

Political and Social Consciousness in Muhammad Aleem Ismail's Fiction

DOI:https://doi.org/**10.54692/**nooretahqeeq.**2024.08022212**

شہمیر احمد ملک
Shahmir Ahmed Malik
Ph.D Scholar, Department of Urdu, The Islamia University of Bahawalpur.

ڈاکٹر مختار احمد عزمی
Dr. Mukhtar Ahmed Azmi
Associate Proffessor, Director Translation and Interpretation Center,
Minhaj University Lahore.

Abstract:

In this article, the political and social consciousness in Muhammad Aleem Ismail's fictions has been carefully examined. Common life problems, performance of political leaders, trust, betrayal, deception and responsibilities of country conditions, reflection of life's struggles, physical and emotional pain, dedication to family and profession and facing challenges with hard work, courage and courage. Moments of happiness, sadness and harsh realities of life, incidents of helping the needy, difficult situations, steadfastness, perfection of emoting and detailing, the fragility of life, sacrifices made for family, being seen to cope with illness. The struggle, the reflection of the complexities of human existence, the professional problems faced by the non-grant school teacher, the narrative of sacrifice, dedication, and the effects of social changes on the teaching profession, the teacher's strictness on the disobedient student and the resulting political influence. Disciplinary failure due to influence reflects societal changes and challenges faced by teachers, wife's proposal to quit job due to financial difficulties. Themes of love, sacrifice, and emerging relationship dynamics, social expectations, individual Choices, and the importance of understanding and preserving family relationships, pressure from the mother on the son, and the son's concern for the mother's happiness, peace, and the impact of childhood memories and dreams on life are presented.

Keyword: Life, Issues, Political, Social, Fictions, Reflection, Muhammad Aleem Ismail, Hard Work, Man.

محمد علیم اسماعیل ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بحیثیت افسانہ نگار اور افسانچہ نگار اپنی شناخت قائم کر چکے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ وہ افسانہ اور افسانچہ کے حوالے سے کئی تنقیدی مضامین بھی لکھ چکے ہیں۔ ان کی تحریریں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ ان کی تخلیقات اور تنقیدی نگارشات پاک و ہند کے موقر ادبی رسائل میں جگہ پا چکی ہیں۔ جس میں ہندوستان سے آجکل، اُردو دنیا، شاعر، زبان و ادب، روحِ ادب، نیا دور، ہندستانی زبان اور پاکستان سے چہار سو، بیاض اور ندائے گل جیسے کئی اہم رسائل میں ان کی تحریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ محمد علیم اسماعیل کی اب تک تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جس میں دو افسانوی مجموعے "اُلجھن"، "رنجش" اور ایک ترتیب شدہ مضامین کا مجموعہ "افسانچے کا فن" شامل ہے۔ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو ساہتیہ اکادمی نے ۲۰۲۰ء میں انہیں اُردو زبان و ادب کی ہمہ جہت خدمات کے لیے خصوصی ادبی انعام سے نوازا۔ محمد علیم اسماعیل کو ۲۰۲۱ میں اترپردیش اُردو اکادمی نے ان کی کتاب "افسانچے کا فن" کو انعام سے سرفراز کیا۔ (۱)

محمد علیم اسماعیل ایک فعال اور نہایت ہی متحرک قلم کار کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ آئے دن ان کی تحریریں مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے افسانوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات مشاہدے میں آتی ہے کہ خود کلامی کی تکنیک انہیں زیادہ محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بہت سے افسانے خود کلامی کی تکنیک میں پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی زیادہ تر کہانیاں سہل اور سادہ بیانیہ میں لکھی ہیں لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ان کی کچھ کہانیاں علامتی اور نیم علامتی پیرائے میں بھی ملتی ہیں۔

محمد علیم اسماعیل کے افسانوں میں زندگی کے عام مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کا افسانہ "نگہبان" بھی ایک ایسا افسانہ ہے جس میں پانچ سال کے لیے منتخب کیے جانے والے سیاسی لیڈر کو گھر کے چوکیدار کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ بظاہر تو یہ ایک علامتی افسانہ ہے لیکن اس کی علامتیں اتنی واضح ہیں کہ اسے سمجھنے کے لیے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اس افسانے میں سیاسی لیڈر اور اس کی کارکردگیوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہیں۔ ان کی کہانی "نگہبان" اعتماد اور خیانت کے موضوع کا احاطہ کرتی ہے۔ کہانی میں اہم موڑ اس وقت آتا ہے جب مرکزی کردار کو قیمتی املاک کے بتدریج غائب ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ نگہبان ملکی سیاستدانوں کو کہا گیا ہے جو حالات کے ذمہ دار ہیں۔ اقتباس ملاحظہ ہے:

> "گھر کے افراد میں سے ایک خاتون شکایت کرنے لگی: "میرے زیورات مل نہیں رہے ہیں"۔ منشی جی گویا ہوئے: "تجوری میں رکھا ہوا خزانہ تقریباً خالی ہو چکا ہے۔ ہم کئی برسوں سے اس گھر میں رہ رہے ہیں لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا۔" مجھے یوں محسوس ہوا جیسے

دھیرے دھیرے میرا وجود ختم ہوتا جارہا ہے اور میں زمین میں دھنستا چلا جارہا ہوں۔"(۲)

جس سے چوکیدار کے فریب کارانہ اعمال کے بارے میں انکشاف ہوتا ہے۔ کہانی میں گہرے معانی کو ظاہر کرنے کے لیے علامت کا استعمال کیا گیا ہے۔ غائب ہونے والی گھریلو اشیا خاندان کی محنت اور قربانیوں کی علامت ہیں۔ چوکیدار اعتماد اور ذمہ داری کی نمائندگی کرتا ہے، لیکن اس کی دھوکہ دہی اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب گھر کا ایک شخص اس کی ذمہ داریوں کی اور گھر سے غائب ہونے والی چیزوں کی جانچ کرتا ہے۔ چوکیدار اور ایک نامعلوم شخص کے درمیان پُراسرار ملاقات، خفیہ معاملات کی نشاندہی کرتی ہے، جس میں سسپنس اور سازش کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ چوکیدار کے حقیقی کردار کا انکشاف غلط اعتماد کے خطرات اور بظاہر محفوظ جگہوں میں دھوکہ دہی کے امکانات کو اُجاگر کرتا ہے۔ بیانیہ معاشرتی حرکیات کو بھی چھوتا ہے۔ چوکیدار کی ہیرا پھیری اور خاندان کے افراد کے مابین تفرقہ پیدا کرنے کی کوششیں دھوکہ دہی کے وسیع تر نتائج کو ظاہر کرتی ہے، جو نہ صرف افراد کو متاثر کرتا ہے بلکہ کمیونٹی کے تانے بانے کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ کلائمکس میں چوکیدار ایک پابند معاہدے کو پیش کرتا ہے۔ یہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ کس طرح، غلط کام کرنے والا، قانونی داؤ پیچ کی مدد سے صورتحال کو اپنے قابو میں کر سکتا ہے۔ کہانی کے ذریعے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اپنے لیڈر کا انتخاب نہایت ہی سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ کسی بھی راہ چلتے کے ہاتھوں ملک کی بھاگ دوڑ سونپ دینا ملک کی بربادی کا باعث بن سکتا ہے۔

محمد علیم اسماعیل نے کم عرصے میں بحیثیت افسانہ نگار اپنی شناخت قائم کی ہے۔ ان کے یہاں موضوعات میں کافی تنوع پایا جاتا ہے۔ وہ مختلف موضوعات کو برتنے کا ہنر جانتے ہیں۔ محمد بشیر مالیر کوٹلوی نے انہیں افسانے کا مستقبل کہا ہے۔ محمد علیم اسماعیل کے افسانے "چھٹی" میں وکیل صاحب کی زندگی، بیماری اور موت کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ اس کہانی کا راوی وکیل صاحب کا چھوٹا بھائی ہے۔ کہانی کا انداز بہت فطری ہے یوں لگتا ہے یہ کہانی نہیں آپ بیتی ہے۔ اس کہانی میں زبان، الفاظ اور ایسے جملے استعمال کیے گئے ہیں جو قاری کے دل پر سیدھے اثر کرتے ہیں اور اسے اپنی گرفت میں جکڑ لیتے ہیں۔ علیم اسماعیل کی یہ کہانی وکیل صاحب کی زندگی اور جدوجہد کی عکاسی کرتی ہے۔ وکیل صاحب کی جسمانی اور جذباتی درد کی واضح وضاحت اپنے خاندان اور پیشے سے لگن اور محنت کا تخلیقی بیانیہ ہے جو ایک پُراثر داستان کی تخلیق کرتا ہے۔ کہانی میں وکیل صاحب کو ایک لچکدار فرد کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس نے اپنی صحت اور کیریئر دونوں میں ہمت اور حوصلے کے ساتھ متعدد چیلنجوں کا سامنا کیا اس کے متعلق افسانے سے اقتباس ملاحظہ ہے

"تم نے دنیا میں اتنی ساری تکلیفیں صبر وشکر کے ساتھ برداشت کیں، جس نے تمہارے گناہوں، خطاؤں کو ایسے جھڑا دیا ہے جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں سے پتے اور اب

تم ایسے ہو گئے ہو جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔"(۳) "بھابی تمہارے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس وقت تمہارے چہرے پر گھر جانے کی خوشی صاف دیکھی جا سکتی تھی، اور تم نے خوش ہو کر کہا تھا: "چلو اچھا ہوا چھٹی ہو گئی۔"(۴)

محمد علیم اسماعیل نے بڑی مہارت سے خوشی، غم اور زندگی کی تلخ حقیقتوں کے لمحات کو پُر اثر انداز میں بیان کیا ہے۔ وکیل صاحب کا ضرورت مندوں کی مدد کرنے کے واقعات کی تصویر کشی اور مشکل حالات میں ان کی ثابت قدمی اور کردار کی گہرائی میں اضافہ کرتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہے:

"دیکھو وکیل صاحب جن غریبوں کے کیس تم کم فیس پر یا مفت میں لڑتے تھے وہ تمہارے جنازے کے پاس بار بار آرہے ہیں، تمہیں دیکھ رہے ہیں اور اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پا رہے ہیں۔ شاید انہیں یقین نہیں آرہا کہ اب تم اس دنیا میں نہیں ہو۔"(۵)

افسانے میں جذبات نگاری اور جزئیات نگاری کمال کی ہے۔ خصوصاً وکیل صاحب کے جنازے کا منظر اور ان کے دوست احباب کا ردعمل، بیانیہ کے جذباتی اثر کو بڑھاتے ہیں۔ کہانی وسیع تر موضوعات کو چھوتی ہے، بشمول زندگی کی نزاکت، خاندان کے لیے دی گئی قربانیاں اور بیماری سے نمٹنے کے لیے نظر نہ آنے والی جدوجہد محمد علیم اسماعیل کا تحریری انداز ایسا اثر چھوڑتا ہے کہ قاری غم میں برابر کا شریک ہو جاتا ہے۔ اختتام پر وکیل صاحب کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے، جس نے زندگی کے چیلنجوں کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا یہ کہانی انسانی وجود کی پیچیدگیوں کی عکاسی کرتی ہے۔

محمد علیم اسماعیل کے افسانے "انتظار" میں ایک نان گرانٹ اسکول میں کام کرنے والے استاد کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کہانی مرکزی کردار کی جدوجہد کو بیان کرتی ہے۔ ایک نان گرانٹ اسکول میں کام کرنے والا استاد جو زندگی بھر ذاتی اور پیشہ ورانہ مسائل کا سامنا کرتا ہے۔ بیانیہ قربانی، لگن اور تدریسی پیشے پر سماجی تبدیلیوں کے اثرات کے موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اضطراب کے صحراؤں میں چلنے کی ابتدائی منظر کشی اور ہر منزل پر سراب، مرکزی کردار کے تجربات کے جذباتی ہنگاموں کی واضح تصویر کشی پیش کرتا ہے۔ استعاروں کا استعمال، جیسے کہ زمین کا سینہ چیر کر اس میں سما جانا کردار کی مایوسی کی گہرائی کو بیان کرتا ہے۔

مرکزی کردار کو جب اس کا ایک طالب علم "بن پگاری فل ادھکاری" کہہ کر پکارتا ہے تب اسے بڑی تکلیف ہوتی ہے اور ذلت کا احساس بھی ہوتا ہے۔ بیوی کی جانب سے مالی مشکلات کی وجہ سے نوکری چھوڑنے کی تجویز بیانیے میں حقیقت پسندی کی ایک تہہ ڈال دیتی ہے۔ بیوی چاہتی ہے کہ مرکزی کردار (نان گرانٹ اسکول میں کام کرنے والے استاد) بغیر تنخواہ والی نوکری چھوڑ دے۔ تب مرکزی کردار اپنے ایک دوست کا تجربہ بیان کرتا ہے کہ اس نے

بھی ایسے ہی نوکری چھوڑ دی تھی لیکن نوکری چھوڑنے کے فوراً بعد ہی ان کے اسکول کو حکومت کی جانب سے گرانٹ منظور ہو گئی تھی۔ نوکری چھوڑے یا نہ چھوڑے اور اپنے اس فیصلے میں بیوی کو بھی راضی رکھے، اس اندرونی کشمکش کو اچھی طرح سے پیش کیا گیا ہے۔

یہ کہانی تعلیم میں بدلتے ہوئے نظریات کو پیش کرتی ہے، جس میں نان گرانٹ اسکولوں کو درپیش مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے۔ نافرمان طالب علم پر مرکزی کردار (نان گرانٹ اسکول میں کام کرنے والے استاد) کی سختی اور اس کے نتیجے میں سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ سے نظم وضبط میں ناکامی معاشرتی تبدیلیوں اور اساتذہ کو درپیش چیلنجوں کی عکاسی کرتی ہے۔ کہانی کا مرکزی کردار (نان گرانٹ اسکول میں کام کرنے والے استاد) برسوں کی لگن اور محنت کے بعد ایک نان گرانٹ اسکول سے ریٹائر ہو جاتا ہے، یہ ایک تلخ نتیجہ ہے۔ یہ کہانی سماجی اور معاشی مسائل کا سامنا کر رہی ہے مرکزی کردار کی ذاتی اور پیشہ ورانہ قربانیوں کی دلدوز داستان ہے۔ یہ تدریسی پیشے کی پیچیدگیوں اور نان گرانٹ اسکولوں کے مسائل کا بھرپور احاطہ کرتی ہے۔ محمد علیم اسماعیل کے افسانہ "انتظار" کے متعلق معروف افسانہ نگار سلام بن رزاق لکھتے ہیں:

> "تم نے ایک ٹیچر کے کرب کو جس طرح بیان کیا ہے، وہ ایک ٹیچر ہی کر سکتا ہے۔ چوں کہ میں بھی ٹیچر رہ چکا ہوں اس لیے مسائل کو سمجھ سکتا ہوں۔ حالانکہ ہم اتنے سنگین مسئلے سے نہیں گزرے لیکن اس کے باوجود آج کے مسائل کی گہرائی کو سمجھ سکتے ہیں۔"(۶)

محمد علیم اسماعیل کا افسانہ "ذرا بات کو سمجھو ماں!" یہ افسانہ ماں اور بیٹے کے درمیان مکالمے کے انداز میں لکھا گیا ہے۔ جس میں بیٹا مستقبل کے خطرات کا اندازہ لگا کر اُس گھر میں شادی کرنے سے انکار کرتا ہے جس گھر میں ماں اس کی شادی کرانا چاہتی ہے۔ دراصل ماں اپنے بیٹے کی شادی اس لڑکی کے ساتھ کرانا چاہتی ہے جس کے گھر میں وہ کبھی نوکرانی ہوا کرتی تھی۔۔۔ مطلب کہ اپنے مالک کی بیٹی سے۔۔۔ کیوں کہ اس کا بیٹا اب سرکاری ملازم ہو گیا تھا۔ کہانی میں بیٹے کے باطن میں برپا ایک ایسی حالت کی عکاسی کی گئی ہے، جو خواہشات، نفسیات اور ماں کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کے درمیان تذبذب کا شکار ہو گئی ہے۔ واضح جذبات نگاری بیٹے کی نفسیاتی حالت، ذہنی اُلجھن اور اضطراب کے احساس کو بیان کرتی ہے۔ اس کہانی میں ماں قربانی اور محبت کی علامت ہے۔ بیٹا اپنی ماں کو محنت کے پھل سے لطف اندوز ہونے کا مشورہ دیتا ہے۔ اپنے بیٹے کی کڑی محنت ومشقت سے پرورش کرنے اور اسے اچھا انسان بنانے کی محنت۔۔۔ جس کا باپ بچپن میں ہی اس دارفانی سے کوچ کر گیا تھا۔ بیٹا مستقبل کے ممکنہ خطرات کے متعلق تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ بیٹے کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی ماں اپنے بیٹے کی بھلائی کی خاطر خود کو پھر سے ایک کڑے امتحان میں جھونکنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور بیٹے کا ایسا سوچنا کسی حد تک درست بھی ہے۔ افسانہ "ذرا بات کو

سمجھو ماں!" سے سے اقتباس ملاحظہ ہے:

"کل تک جس لڑکی کے گھر تم صاف صفائی کرتی تھی، جھاڑو پُوچھا لگاتی تھی، برتن مانجھتی تھی، آج اسی لڑکی کو تم اپنے اس غریب خانے کی بہو بنا کر لانا چاہتی ہو۔ اگر وہ اِس گھر میں بہو بن کر آ جائے تو کیا وہ مٹکے سے ایک گلاس پانی لا کر تمھیں پلائے گی؟ تمھارا احترام کرے گی؟ کل تک جو تمھیں حکم دیتی تھی۔ کیا آج وہ تمھارا حکم مانے گی یا نہیں مانے گی۔ اس لیے میں کوئی جوکھم لینا نہیں چاہتا ماں۔ میں ٹکڑوں میں بٹ جانا نہیں چاہتا۔ آج کتنی مائیں اولڈ ایج ہوم میں اپنے بیٹوں کی راہ تک رہی ہیں کہ ایک دن ان کا بیٹا آئے گا اور انھیں گھر لے جائے گا۔ اسی آرزو میں وہاں موجود نہ جانے کتنی ماؤں کی امیدیں سفاک حقیقتوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ پھر بھی ان کی آس ختم نہیں ہوتی ماں۔ وہ اپنے بیٹوں کی یادوں میں کھوئی رہتی ہیں۔ ہر روز ریزہ ریزہ بکھرتی ہیں، سمٹتی ہیں، سنبھلتی ہیں اور موت سے جاملتی ہیں۔"(۷)

یہ کہانی محبت، قربانی اور رشتوں کی ابھرتی ہوئی حرکیات کے موضوعات کو چھوتی ہے۔ کہانی سماجی توقعات، انفرادی انتخاب اور خاندانی رشتوں کو سمجھنے اور محفوظ رکھنے کی اہمیت پر غور کرنے کا اشارہ کرتی ہے۔ محمد علیم کے اس افسانے میں بیٹے کی جانب سے ماں کو ایک التجا پیش کی گئی ہے۔ اس التجا میں بیٹا اس بات پر زور دیتا ہے کہ ماں اپنے نقطہ نظر اور اپنے انتخاب پر غور کریں اور اسی میں دونوں کی بھلائی ہے۔ لیکن ماں کی جانب سے بیٹے پر دباؤ دیا جاتا ہے اور اسی بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بیٹا ماں کی خوشیوں، چین و سکون کے لیے فکر مندی کا اظہار کرتا ہے۔ افسانے میں ابتدا سے اختتام تک تجسّس برقرار رہتا ہے۔ افسانے کا بیانیہ جاندار ہے اور روانی غضب کی ہے۔ اس کہانی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں دو راوی ہیں۔

محمد علیم اسماعیل کے افسانے "دیوار پر بنی ہوئی تصویریں" میں ایک نیم علامتی کہانی بیان کی گئی ہے۔ جس میں ناسٹلجیا کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ کہانی بچپن کی یادوں اور زندگی پر خوابوں کے اثرات کے موضوع کو ظاہر کرتی ہے۔ خواب میں دیوار ایک چیلنج یا اپنی مٹی کی جانب کھینچے چلے جانے کی علامت ہے، جس میں روتی ہوئی تصویریں ناقابل حصول خواہشات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ خواب دیکھنے والے اور تصویروں کے درمیان جذباتی تعلق ایسا ہے جو بے چینی کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔ دیوار پر دھندلی اور غیر واضح تصاویر زندگی کی پیچیدگی اور غیر یقینی صورتحال کی علامت ہو سکتی ہیں۔ جو بچپن کی یادوں اور وقت کے گزرنے کی عکاسی کرتی ہے۔ کہانی میں حیرت انگیز تبدیلی اس وقت واقع ہوتی ہے جب مرکزی کردار خواب کو حقیقت میں بدلتے دیکھتا ہے اور کہانی میں ایک دلچسپ موڑ کا اضافہ ہوتا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ خواب مرکزی کردار کو اپنے گاؤں واپس لے جاتا ہے، سکون اور پرانے دوستوں سے دوبارہ رابطہ قائم کرنے کی تلاش میں یہ سفر زندگی کے سکون اور سچی خوشی کی ایک استعاراتی جستجو اور کھوئے ہوئے لمحوں کی دوبارہ دریافت بن جاتا ہے۔ کہانی احساس اور تعلق کے ایک لمحے کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے جب مرکزی کردار دیوار پر تصویر بناتے ہوئے ایک بچے کو پہچانتا ہے، جو اس کے اپنے بچپن کی عکاسی کرتا ہے۔ آخر میں دیوار پر لگی تصویروں کے ساتھ بچے کی مسکراہٹ اور مشترکہ خوشی کسی قرارداد کی عکاسی کرتی ہے۔

اس مختصر جائزے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد علیم اسماعیل نے افسانوں میں عام زندگی کے مسائل سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ سے نظم وضبط میں ناکامی معاشرتی تبدیلیاں اور اساتذہ کو درپیش چیلنج کا سامنا سماجی توقعات اور عصر حاضر کے سیاسی لیڈران کی کارکردگی، اعتماد، خیانت، دھوکہ اور ملکی حالات کی ذمہ داریوں کو ایک منفرد انداز میں پیش کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو اکیسویں صدی کے اہم اور نامور افسانہ نگاروں کی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد علیم اسماعیل، الجھن، مالیگاؤں مہاراشٹر: نورانی پریس، ۲۰۱۸ء، ص:۹

۲۔ سہ ماہی رسالہ روحِ ادب، کولکاتا: مغربی بنگال اردو اکادمی، اکتوبر ۲۰۲۱ء، ص:۶۵

۳۔ محمد علیم اسماعیل، رنجش، دہلی: روشان پرنٹرس،، ۲۰۲۰ء، ص:۲۵

۴۔ ایضاً، ص:۲۴

۵۔ ایضاً، ص:۲۲

۶۔ محمد علیم اسماعیل، الجھن، ص:۱۱۹

۷۔ رسالہ ماہنامہ خبرنامہ، لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی، اپریل تا جون ۲۰۲۱ء ص:۲۹